عائشہ زاہد

PMS-Urdu

سوال نمبر 1

مضمون

(ج)

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

خاکہ

1- تعارف

مرکزی خیال: عورت کے وجود سے کائنات کی تصویر میں رنگ ہیں - اللہ تعالیٰ نے عورت کے مختلف روپ بنائے ہیں جن کے ذریعے وہ اس کائنات کو رونق بخشتی ہے - عورت ایک ماں کے روپ میں اپنے بچوں کی پرورش کر کے ان کو ملت کے مقدر کا ستارہ بناتی ہے، عورت بیوی کے روپ میں آدمی کی زندگی میں رنگ بھرتی ہے اور ایک بیٹی کے روپ میں ساری زندگی اپنے ماں باپ کے لیے جان نثار کرنے کو تیار رہتی ہے اور اس کے علاوہ معاشرے میں دوسری عورتوں کے مقام کو بلند رکھنے کیلئے بھی سرگرم رہتی ہے - معاشرے میں عورت کے کردار کو مزید وسعت دے کر کائنات کے ان رنگوں کو مزید وسیع کیا جا سکتا ہے -

2- عورت کا وجود کس طرح کائنات میں رنگ بھرتا ہے:

(i) عورت کا ایک ماں کے روپ میں اولاد کی اچھی اولاد کے ذریعے ملک کی ترقی میں کردار

(ii) عورت کا ایک بیٹی کے روپ میں ماں باپ کی زندگی میں فرحت و مسرت کا ذریعہ ہونا

(iii) عورت کا ایک بیوی کے روپ میں اپنے شوہر کی زندگی کو رونق بخشنا

(iv) آج کل کی عورتوں کا نوکری کے ذریعے اپنے گھر والوں کی مالی معاونت کرنا

(v) معاشرے میں موجود دوسری عورتوں کے حق میں آواز بلند کرنا

3 - معاشرے میں عورت کے کردار کو مزید وسعت دے کر کائنات کے رنگوں کو مزید خوبصورت بنانا

(i) انتخابات میں عورتوں کی نمائندگی کو بڑھا کر

(ii) عورتوں کی جسمانی صحت پر توجہ دے کر

(iii) روزگار کے مواقع فراہم کر کے

4 - خلاصہ کلام

عورت کا وجود کائنات کا بنیادی حصہ ہے جو کائنات میں رنگ بھرنے کی وجہ ہے۔ عورت اپنے مختلف روپوں کے ذریعے کائنات کو مزین کرتی ہے۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے مختلف روپوں میں ڈھال کر اس کائنات کو منور کر دیا ہے۔ عورت جب ایک ماں ہوتی ہے تو وہ اپنی اولاد کی پرورش اس طرح کرتی ہے کہ وہ ملک و قوم کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ ہر فرد ملت کے مقدر کا ستارہ ہے جس کے پیچھے ماں کی پرورش کا گہرا ہاتھ ہوتا ہے۔ بقول علامہ اقبال:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

ماں کے ساتھ ساتھ جب ایک عورت بیٹی کے روپ میں ہوتی ہے تو وہ اپنے ماں باپ کے لیے جان نثار کرنے کو تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح بیوی کے روپ میں وہ شوہر کی زندگی کو رونق بخشتی ہے۔ اس کے علاوہ عورت اپنے ساتھ ساتھ معاشرے کی دوسری عورتوں کے لیے آواز بلند کرتی ہے اور ان کو برابر حقوق دلوانے کی کوشش کرتی ہے۔ عورت کے اس کردار کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اگر عورت کو انتخابات میں نمائندگی کا حق ملے اور اس میں اضافہ کیا جائے اور عورت کے معیاری تعلیم پر توجہ دی جائے۔ اس کے علاوہ عورت کو بھی روزگار کے برابر مواقع دیے جائیں تاکہ وہ ملک کی ترقی میں براہِ راست حصہ ڈال سکے۔ عورت اپنے وجود سے معاشرے کو مزین کرتی ہے اور اس

آرائش کو مزید بڑھایا جاسکتا ہے اگر عورت کے کردار کو مزید وسعت دی جائے۔

عورت ایک ماں کے روپ میں معاشرے میں رنگ بھرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جب وہ ایک ماں ہوتی ہے تو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیتی ہے۔ ان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ ملک و قوم کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکیں۔ عورت ماں کے روپ میں سب سے زیادہ قربانیاں دیتی ہے۔ اس کی ان قربانیوں کا آغاز بچے کی پیدائش سے ہوتا ہے۔ اسی لیے حضرت محمدؐ نے فرمایا:

"ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔"

(الحدیث)

اس طرح عورت ماں کے کردار کے ذریعے اس کائنات کو مزین کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔

ماں کے ساتھ ساتھ جب ایک عورت بیٹی ہوتی ہے تو وہ اپنے ماں باپ کے لیے سکون اور مسرت کا باعث ہوتی ہے۔ وہ اپنے والدین پر جان نثار کرنے کو بھی تیار ہوتی ہے۔ بیٹی بیٹے سے زیادہ ماں باپ کی خدمت کرتی ہے اور زیادہ پیار کرتی ہے۔ بیٹی کی اس اہمیت کے لیے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے دو بیٹیوں کی پرورش
اس طرح سے کی کہ وہ بالغ ہوگئیں اور
اپنے بیٹوں کو ان پر ترجیح نہ دی تو

تو وہ قیامت میں میرے ساتھ اس
طرح ہوگا۔ آپؐ نے اپنی دونوں
انگلیوں کو ملا دیا"۔

(الحدیث)

اس حدیث سے بیٹی کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور
کیونکہ بیٹی ہی اپنے وجود سے کائنات میں رنگ
بھرتی ہے اور والدین کے فخر کا باعث بنتی ہے۔

عورت جس طرح بیٹی کے روپ میں اپنے
والدین کی خوشی اور مسرت کا ذریعہ ہے اسی طرح
وہ ایک بیوی کے روپ میں اپنے شوہر کی زندگی
کو رونق بخشتی ہے۔ وہ اس کی زندگی کو اپنے وجود
سے حسین بنا دیتی ہے۔ عورت بیوی کے روپ میں
شوہر کو سکون بخشتی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی ایک
آیت کا مفہوم ہے:

"تمہاری بیویاں تمہارے لیے
سکون کا ذریعہ ہیں"۔

(القرآن)

اللہ تعالیٰ قرآن میں بیویوں کو سکون کا ذریعہ بنا دیا ہے
اس طرح سے بیوی ہی شوہر کی زندگی میں رنگ بھرتی
ہے۔

عورت ماں، بیٹی اور بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ
معاشرے میں دوسری عورتوں کے حقوق کے لیے بھی کوشاں
رہتی ہے۔ یہ بھی کائنات کے رنگوں میں ایک رنگ ہے۔
کیونکہ جب ہر عورت کو معاشرے میں مکمل حقوق

میں یوں لگتا ہے یہ معاشرہ اپنے حقیقی رنگوں کو حاصل کر سکے گا۔

دوسری عورتوں کے لیے حقوق کی آواز اٹھانے کے ساتھ ساتھ آج کل کی عورتیں مالی مدد کے ذریعے بھی اس طرح سے وہ کائنات کو مزین کر رہی ہیں۔ اس میں اور اپنے معاشی ترقی میں بھی اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔ عورت گھر والوں کے لیے بھی مالی معاونت کا ذریعہ بنتی ہے۔ نوکری کرکے بھی اپنا گھر سنبھالنے کے ساتھ ساتھ کائنات میں کردار میں توسیع کے ذریعے اس کائنات میں رنگ بھر رہی ہے۔ اگرچہ عورت اپنے ان تمام کرداروں کی وجہ سے اس کائنات میں خوشحالی کا ذریعہ ہے لیکن عورت اس معاشرے میں اپنے حقوق سے محروم جس وجہ سے وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس کردار کو انجام دے نہیں سکتی۔ اگر عورت کی انتخابات میں نمائندگی کو بڑھایا جائے تو وہ سیاسی بنانے کے عمل میں شریک ہو کر دوسری عورتوں کے حقوق کے لیے زیادہ بہتر طریقے سے کام کر سکتی ہے۔ اس طرح سے عورت کا کردار زیادہ نکھر کر سامنے آسکتا ہے اور معاشرہ عورت کے وجود کے ذریعے ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

عورتوں کی انتخابات میں نمائندگی کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ، ہماری تعلیم پر بھی توجہ دی جا سکتی ہے۔ اس سے عورت کی پوشیدہ خوبیاں نکھر کر سامنے آئیں گی اور معاشرے کی ترقی میں

مزید اپنا حصہ ڈال سکتی ہے۔ جب اس کے پاس کوئی مہارت ہوگی وہ کبھی بھی کسی کی محتاج نہیں ہوگی اور دوسروں پر منحصر کرنے کی بجائے ملک و قوم کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالے گی۔ اس طرح سے کائنات کے رنگ مزید گہرے ہو جائیں گے۔

عورت کو مہارتی تعلیم کے ساتھ ساتھ روزگار کے بھی مکمل مواقع فراہم ہونے چاہیئے۔ جب عورت کو مکمل مواقع فراہم ہوں گے تو وہ بھی ملک میں اپنی مہارتوں کے ذریعے روشنائی پیدا کرے گی اور عورت میں اتنی طاقت ہے کہ وہ نہ صرف گھر کو سنبھالنے کے ساتھ ملک کی ترقی میں بھی حصہ لے سکتی ہے جس سے یہ معاشرہ مزید مزین ہو جائے گا۔

عورت کا وجود کائنات میں خوبصورتی کا ذریعہ ہے جو اپنے ہر کردار کو مشعل راہ بناتے ہوئے ہمیشہ سرگرم رہتی ہے اور معاشرے کو مزین کرتی ہے۔ عورت کے کردار کو مزید وسعت دے کر ان رنگوں کو مزید گہرا کیا جا سکتا ہے جو عورت کے وجود سے کائنات میں موجود ہیں۔

سوال نمبر 2

اشعار کی تشریح

(ب)
درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

مفہوم: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایک دوسرے کے کام آنے کے لیے پیدا کیا ہے کیونکہ عبادت کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کثیر تعداد میں پیدا کیا ہے۔

تشریح: اس شعر میں شاعر انسانوں کا اس دنیا میں آنے کا مقصد بتا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے وہ ایک دوسرے کے کام آسکیں اور ایک دوسرے کی تکلیف کو سمجھ سکیں۔ انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد صرف عبادت نہیں تھا۔ عبادت کے لیے تو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت زیادہ تعداد میں فرشتے موجود ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے اردگرد موجود لوگوں کا خیال رکھے اور دیکھے کہ کوئی انسان تکلیف میں تو نہیں ہے یا اس کو مدد کی ضرورت تو نہیں ہے۔ اگر اس انسان کو مدد کی ضرورت ہے تو دوسرا انسان اس کو مدد مہیا کرے اور اس کی ضروریات پوری کرے۔

جب انسان اپنے اردگرد کے انسانوں کا خیال رکھے گا اور ان کی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس انسان سے خوش ہوں گے اور اس پر اپنی رحمت برسائیں گے۔

بقول شاعر:

کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
خدا خوش ہوگا عرشِ بریں پر

دوسروں کی مدد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا سب سے آسان ذریعہ ہے۔ اس کی مثال اس طرح سے بھی لی جا سکتی ہے کہ آپ اس بات پر زور دیتے تھے کہ تمہارے ہمسائے میں کوئی بھوکا نہ سویا ہو اس بات کا خیال رکھو۔ اگر کوئی بھوکا ہے تو اس کو کھانا کھلاؤ اور اگر کوئی بیمار ہے تو اس کی تیمارداری کے لیے جاؤ۔

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندے سے پوچھے گا کہ اے بندے میں بیمار تھا تم نے میری خبر نہیں لی تو بندہ کہے گا کہ اے اللہ تو تو رب العزت ہے میں تمہاری تیمارداری کیسے کر سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ جواب دیں گے کہ میرا وہ فلاں بندہ بیمار تھا تو اس کی خبر لے سکتا تھا لیکن تم نے اس کی تیمارداری نہیں کی۔"

(حدیث قدسی)

اس لیے بندوں کا دوسرے بندوں کا خیال رکھنا اور ان کی ضرورت پوری کرنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔

(۵)

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

مفہوم: شاعر کے دل میں محبوب کی محبت کا بہت شور تھا اور جب اس نے اپنے دل کا معائنہ کیا تو تب وہ دل صرف وہ ہی سوچتا تھا۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو چیز بظاہر بہت بڑی شاندار لگتی ہے لیکن جب اندر سے اس کو دیکھا جائے یا اس کی حقیقت معلوم کی جائے تو وہ حقیقت بر عکس ہوتی ہے۔

تشریح: اس شعر میں شاعر اپنی محبت کی شدت کی داستان سنا رہے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ میرے دل میں ہر وقت محبوب کی محبت کا شور رہتا تھا۔ شاعر کو محسوس ہوتا تھا کہ اس کا دل اس کے محبوب کی محبت میں مکمل طور پر گرفتار ہو چکا ہے اور اس کے قابو میں نہیں رہا۔ وہ ہر وقت محبوب کی یادوں میں گم رہتا تھا اور محبوب اس کو تڑپاتا ہے جس وجہ سے اس کا دل مشور کرتا تھا اور محبوب سے ملنے کی خواہش کرتا

کرتا ہے۔

بحوالہ مثال نمبر:

میرے پاس رہتے ہو یا ہمسخن ہو تم
محفل سی سجا دیتی ہیں اکثر تیری یادیں

شاعر کو اس کے محبوب کی اس قدر یاد آتی تھی کہ اس کو لگتا تھا جیسے اک محفل لگی ہوئی ہے اس کے دل میں۔ شاعر نے جب اتنے شعور کے بعد اپنے دل کا جائزہ لیا تو اس کو معلوم ہوا کہ وہ دل تو اندر سے مردہ ہے۔ محبوب کی یاد میں وہ دل جو اتنا شعور رکھتا تھا اب محبوب کی بار بار کی بے راہ روی سے وہ بیزار ہو چکا ہے اور وہ شعور بھی ختم ہو چکا ہے۔

اس کا دوسرا مطلب یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ انسان کو بظاہر کوئی چیز بہت باثر معلوم ہوتی ہے۔ انسان کے ذہن پر اس کا اثر چھایا ہوتا ہے اور وہ چیز مکمل طور پر انسان کو اپنی گرفت میں کر چکی ہوتی ہے لیکن جب انسان اس چیز کی حقیقت معلوم کرنے کی طرف نکلتا ہے تو سچائی کچھ اور ہوتی ہے۔ وہ چیز تو اصل میں بے اثر ہوتی ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اس طرح سے انسان پر ایک نئی حقیقت عیاں ہوتی ہے اور وہ اپنے جذبات کو قابو میں کر لیتا ہے اور مزید وہ چیز اس پر اثر کرنا چھوڑ دیتی ہے۔

(ج)

کرو کج جبیں پہ سر کفن مرے قاتلوں کو گماں نہ ہو
کہ غرورِ عشق کا بانکپن پسِ مرگ ہم نے بھلا دیا

مفہوم: شاعر کہتا ہے میرے مرنے کے بعد میرا کفن دفن اس طرح سے کرنا کہ میرے قاتلوں کو پتہ نہ چلے اور وہ یہ نہ سمجھیں کہ موت نے میرے عشق کے غرور اور جنون کو ختم کر دیا ہے۔

تشریح:- اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں تو میرا کفن دفن اس طرح سے کرنا کہ مجھے مارنے والوں کو یہ نہ لگے کہ موت نے میرے جنون کو پس پشت ڈال دیا ہے یا میں نے موت کے پیچھے اپنی اس جنونی کیفیت کو بھلا دیا ہے۔ شاعر اپنے قاتلوں کو بتانا چاہتا ہے کہ اگر وہ مر بھی جائے تب بھی (اس) وقت سے عشق کا غرور نہ تو ختم ہوگا اور نہ کہ بھلایا جائے گا۔ شاعر کو اپنے جذبات اور عشق پر اتنا گمان ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی موت کے بعد بھی اس کا غرورِ عشق زندہ رہے۔ ایسا نہ ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرے قاتلوں کو کسی طرح بھی یہ گمان ہو کہ میں نے موت کے آگے ہار مان لی ہے۔

اس شعر سے یہ بھی مراد لی جا سکتی ہے کہ انسان کو اپنے مقصد میں اتنا دفن ہو جانا چاہیے اور اپنے مقصد سے اتنا مخلص ہونا چاہیے کہ آپ کے

مرنے کے بعد بھی لوگوں کی نظروں میں وہ آپ کا مقصد زندہ رہے اور آپ کی کی گئی جد و جہد لوگوں کو ہمیشہ نظر آتی رہے۔

شاعر کی اس جنونی کیفیت کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ بقول شاعر:

اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مرنے کے بعد بھی سکون نہ ملا تو کیا کریں گے

یہاں شاعر کی حالت کا موازنہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ اس کا جنون تو مرنے کے بعد بھی زندہ رہے گا اور اس کو کبھی بھی سکون نہیں ملے گا۔ اس لیے اس کے قاتلوں کو بھی اس بات کا پتہ ہونا چاہیئے کہ شاعر کا جذبہ عشق تو مرنے کے بعد بھی زندہ رہے گا۔

سوال نمبر1۔ درج ذیل میں سے کسی ایک موضوع پر کم از کم ایک ہزار الفاظ پر ...

(الف) گرانی کی سیاسی و معاشرتی وجوہ (ب) استحکام پاکستان اور خارجہ پالیسی

(ج) وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ (د) پاک چائنہ معاشی راہداری کے ثمرات

15نمبر

سوال نمبر2۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کریں جو اصل عبارت کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو، تلخیص کا عنوان بھی دیجیے۔

"پاکستان کسی اچانک حادثے کی پیداوار نہیں، بلکہ اس کا قیام ایک طویل، صبر آزما اور مسلسل جدوجہد کا نتیجہ ہے، جس میں اسلامیانِ ہند کو بے پناہ مالی و جانی قربانیاں دینی پڑیں۔ مسلمانانِ ہند انگریزوں سے آزادی کے ساتھ ساتھ ایک ایسے خطہ ءزمیں کے متمنی تھے، جہاں وہ انفرادی واجتماعی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ضابطۂ حیات کی روشنی میں اپنی زندگیوں کی تعمیر کر سکیں۔ اسلام ہی وہ واحد رشتہ تھا، جس نے برصغیر کے مختلف النسل اور مختلف اللسان افراد کو ایک سلک میں منسلک کر دیا۔ جملہ مسلمانانِ ہند بلا امتیاز رنگ و نسل "پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ" کے نعرے پر لبیک کہتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں متحد و متفق ہو گئے۔ یہ نعرہ لوگوں کو متوجہ کرنے اور اپنا گرویدہ بنانے کا محض سیاسی حربہ نہیں تھا، بل کہ فی الواقعہ قیام پاکستان کی اساس اور دوام پاکستان کا اثاثہ ہے، جس کا تقاضا ایک ایسے وطن کا قیام تھا، جہاں اللہ کا قانون نافذ ہو اور حکمران اللہ کے نائب کی حیثیت سے قوانین الٰہی کی تنفیذ و ترویج کر سکیں۔ ہزاروں مسلمانوں کی بے نظیر قربانیوں کے بعد ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو روئے زمین پر ایک ایسا خطہ معرض وجود میں آیا جسے پاکستان کہتے ہیں، جو ایک وقت سب سے بڑی اسلامی ریاست تھی۔"

10نمبر

سوال نمبر3۔ درج ذیل جملوں کی اس طرح درستی کریں کہ جملوں کی ساخت مسخ نہ ہو۔

(الف) میں دعوت میں شریک نہیں ہو سکا چونکہ مجھے زکام ہو گیا تھا۔ (ب) اس لڑکے کی رنگت گورا ہے۔

سوال نمبر -5

تلخیص

قیام پاکستان کے لیے جدوجہد

پاکستان مسلسل جدوجہد اور بے پناہ قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ ہندوستان کے مسلمان اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے ایک الگ خطے کے خواہش مند تھے۔ اسلام ہی کے ذریعے مسلمان قائداعظم کی قیادت میں لا الہ الا اللہ کے نعرے پر متحد ہو گئے۔ یہ نعرہ پاکستان کا ترانہ تھا جو اسلام کے اصولوں پر مبنی ایک وطن چاہتا تھا۔ ہزاروں قربانیوں کے نتیجے میں 14 اگست 1947ء کو پاکستان کا قیام ہوا۔